من السماء﴾ آیت میں پانی سے دی گئی ہے اوران کا روگ پہلی قسم سے نسبتاً ہلکا ہے۔ (ابن کثیر)

﴿**ولو شاء الله لذهب بسمعهم و أبصارهم﴾** کیونکہ انہوں نے حق پہچان لینے کے بعد بھی چھوڑ دیا۔ یہاں پر صرف سمع و بصر کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ ان دونوں کا پیش آنے والے طوفان باد و باران کی ہولنا کیوں سے زیادہ ہے۔ نیز ان دونوں کا ذکر سابقہ آیات میں بھی ہوا ہے۔

ان دونوں بنیادی اعضاء کے قوی اور منافع معطل کرنے کا عندیہ دینا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک قسم کی وارننگ اور تنبیہ ہے جس کے وہ بالکل ہی سزاوار تھے۔ (ابن جریر طبری)

﴿**ان الله علىٰ كل شيء قدير۞﴾** یہ پیرایہ سابقہ وارننگ کی توکید وتوثیق ہے کہ ذات الٰہی ان مجوزہ سزاؤں کو نافذ العمل کرنے پر قادر مطلق ہے۔ اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ ڈالنے والا نہیں

ان دھمکیوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ منافقین کو آخر دم تک اپنی سیاہ کاریوں سے باز آنے پر آمادہ کرتا ہے کہ اپنی اصلاح کرکے مذکورہ سزاؤں سے حفاظت کا انتظام کرلو اور یہ تحفظ اس طرح ممکن ہوگا کہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنوں کے ساتھ دغابازی سے پرہیز کریں اور یہ خیالات فاسدہ ذہنوں سے جھٹک دیں کہ ہم نے اپنی چکنی چپڑی باتوں سے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنوں کو دھوکے میں رکھ کر اپنے آپ کو قہر الٰہی سے محفوظ کرلیا ہے۔ (ابن جریر طبری)

اس آیت میں تقدیر کے منکرین پر رد ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے افعال واعمال اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شامل نہیں ہیں۔ حالانکہ ان کے افعال بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق (شیٔ) کے حکم میں داخل ہیں۔ کوئی بھی چیز اس سے مخفی اور دائرہ قدرت سے باہر نہیں۔ (تفسیر سعدی)

مندرجہ بالا آیات میں درج ذیل فوائد ہیں:

۱۔ معانی اور غیر محسوسات کو ذہنوں میں بٹھانے کے لیے مثالیں دینا ایک مستحسن کا کام ہے۔
۲۔ اہل باطل کی مساعی رائیگاں ہیں اور ان کا انجام برا ہے۔
۳۔ قرآن کریم دلوں کو جلا بخشتا ہے جس طرح بارش زمینوں میں روح پھونکتی ہے۔
۴۔ منافقین کافروں سے بھی بدتر ہیں۔ (أيسر التفاسير)

درس حدیث

حسد اور اس کے مفاسد

سلیم اللہ عابد عبدالباقی خان

عن انس بن مالک -رضی اللہ عنه- أن رسول الله - ﷺ - قال: " **لا تباغضوا و لا تحاسدوا و لا تدابروا و كونوا عباد الله اخواناً ، و لا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاثة أيام".**

تخریج الحدیث: رواہ البخاری رقم[۶۰۶۵] و مسلم [۲۵۵۹] و أبوداؤد [۴۹۰۰] و الترمذی [۱۹۳۵] و ابن ماجه عن أبی بکر الصدیق -رضی الله عنه- برقم[۳۸۴۹]

ترجمه: " حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آپس میں ایک دوسرے سے دشمنی نہ کرو ، بغض کے اسباب اختیار نہ کرو [فتح الباری ۱۲/۱۱۵] اور آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کرو [المفہم للقرطبی ۶/۵۳۲] اور آپس میں قطعِ تعلق کر کے ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو [فتح الباری ۱۲/۱۰۴] اور اے اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو [تحفة الاحوذی ۶/۵۲] اور جائز نہیں کسی مسلمان کیلئے کہ وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلقات ترک کر کے رہے "۔

تشریح: مذکورہ حدیث سے کسی بھی مسلمان کیساتھ بغض رکھنے، اس سے نفرت کرنے اور بغیر کسی شرعی عذر کے اس سے قطع تعلق کرنے کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ نیز کسی مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی کسی نعمت پر حسد کرنے کی حرمت کا بھی ذکر ہے۔ اور یہ حکم بھی ہے کہ سب مسلمان آپس میں محبت، شفقت، رحم، مودت، ہمدردی، تعاون اور خیر خواہی میں حقیقی بھائیوں کی طرح بن جائیں اور جب مسلمان ان صفات کو اختیار کر کے آپس میں بھائی بن جائیں تو پھر وہ ان منہیات کا ارتکاب کر کے رشتۂ اخوت کو مجروح نہ کریں ۔ لیکن بتقاضائے بشریت کبھی کوئی ایسا موقع آ جائے کہ ایک دوسرے پر ناراض ہوں تو پھر اس ناراضگی اور قطعِ تعلق کو تین دن سے زیادہ طول نہ دیں۔

زیرِدرس حدیث میں مسلمانوں کی باہمی محبت ، الفت ، ہمدردی اور دیگر نیک جذبات کو تباہ و برباد کرنے والی جن بیماریوں کا ذکر کیا گیا ہے ، ان میں سے بدترین بیماری "حسد" ہے۔ جس سے بقولِ امام حسن بصری - رحمۃ اللہ علیہ- "ما من آدمی إلا و فيه الحسد" کوئی بھی محفوظ نہیں ۔ ہر کسی کے دل

میں کبھی نہ کبھی حسد ضرور انگڑائی لے کر ہی رہتا ہے۔ حسد ہی وہ خطرناک سبب ہے جس کی بنا پر کائنات میں یہ فتنہ و فساد اور اختلاف و انتشار بپا ہے اور بعض اہل معرفت کے بقول حسد ہی کی وجہ سے سب سے پہلے آسمان و زمین پر اللہ کی نافرمانی کی گئی۔ آسمان پر ابلیس نے حسد کی وجہ سے حضرت آدم -علیہ السلام- کیلئے سجدہ نہ کر کے اللہ پاک کی نافرمانی کی اور زمین پر قابیل نے حسد کی بنا پر ھابیل کوقتل کرکے کرہِ ارضی پرمعاصی کادروازہ کھولا ۔ [دیکھئے تفسیرِ قرطبی سورة البقرة آیت (٥٤) ٢٤١/٥]

حسد کی تعریف اور معانی:

حسد عربی زبان میں حَسَدَ يَحْسُدُ حَسَداً سے مأخوذ ہے۔ اور کسی کو میسر نعمت دیکھ کر جلنے کو حسده على نعمة کہا جاتا ہے۔

اصطلاح میں اس کی تعریف بایں الفاظ کی گئی ہے: " الحسد تمنی الشخص زوال النعمة عن مستحق لها ، أعم من أن يسعیٰ فی ذلک أو لا"۔ [الفتح ١٠٤/١٢]

" حسد کسی شخص کا کسی مستحق نعمت شخص سے اس کی نعمت کے ختم اور زائل ہونے کی تمنا کرنے کو کہتے ہیں، چاہے وہ اس کے خاتمہ کے لیے کوشش کرے یا نہ کرے"۔

اگر کسی کو نعمت میں دیکھ کر انسان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہو جائے کہ کاش اس جیسی نعمت مجھے بھی حاصل ہو جائے ، تو اس کو رشک کہتے ہیں۔ عربی میں عام طور پر اسے "غِبْطَة" اور استعارةً حسد بھی کہتے ہیں۔ اور اسی دوسرے معنیٰ میں صحیحین کی یہ مشہور حدیث ہے: **"لا حسد إلا فی اثنتين: رجل آتاه الله مالاً فهو ينفقه آناء الليل و النهار و رجل آتاه الله القرآن فهو يقوم به آناء الليل و النهار"**۔ [البخاری (٥٢٥) و (٧٥٢٩) و مسلم (٨١٥)]

"حسد سوائے دو موقعوں کے اور کسی صورت بھی جائز نہیں : ایک تو کسی ایسے آدمی پرحسد(رشک) کیا جائے جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا ہے اور دن رات اس مال کو راہ الٰہی میں خرچ کرتا ہے ، اور دوسرا وہ آدمی ہے جسے اللہ نے دولتِ قرآن سے مالامال کیا ہے وہ دن رات تلاوت قرآن اور قیام اللیل سے لطف اندوز ہوتا رہتا ہے"۔

رشک کے علاوہ حسد کا ایک اور معنیٰ غیرت کا بھی ملتاہے۔جیسے کہ حضرتِ عائشہ-رضی اللہ عنہا- کی حدیث میں ہے : "ما حسدت أحدا ما حسدت خديجة-رضی اللہ عنہا" [ترمذی ٣٤١/٢ رقم ٣٨٨٥]

"یعنی میں نے جتنی غیرت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کی ہے،اور کسی سے نہیں کی"۔

عربی زبان میں انہی چند ایک مشہور معانی کے لیے حسد کا لفظ استعمال ہوا ہے ، اور ان میں سے بھی زیادہ تر اور عند الاطلاق لفظ حسد اسی مذموم معنی میں مستعمل ہے، جس سے حدیث ھذا

میں منع کیا گیا ہے ،جو کہ انسانی فطرت میں اللہ کی طرف سے مرکوز شدہ ایک خصلت ہے کہ انسان کسی بھی خوبی میں اپنے کسی ہم جنس کا اپنے سے آگے بڑھنے کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ کے کسی بھی بندے پر اس کی طرف سے کی گئی نعمت کو دیکھ کر اس کا دل بے چین ، دماغ پریشان اور سینہ تنگ ہو جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے مقدر کردہ فیصلے پر اس کا دل مطمئن نہیں ہوتا، یہاں تک کہ بسا اوقات وہ اپنے مسلمان بھائی سے اس نعمت کو زائل کرنے کی کوشش کرتا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے اسے نوازا ہے۔

حسد انسانی معاشرے میں پھیلی ہوئی ایک عام وبا ہے۔ اور عموماً دو ایسے اشخاص کے درمیان ہوتا ہے جو کسی ایک یا کئی خوبیوں میں یکساں و برابر ہوں، یا دوست یاروں کے درمیان یا صنعتی یاتجارتی میدان میں مدِمقابل لوگوں کے درمیان یاکسی ہم پیشہ و ہم منصب آدمیوں کے درمیان ہوتا ہے۔ اور "عدو المرء من يعمل عمله" کے مصداق آپ دیکھیں گے کہ تاجر تاجر سے حسد کرتا ہے ، کاریگر کاریگر سے ، زمیندار زمیندار سے ، سیاست کے میدان میں سیاسی لوٹے ایک دوسرے سے اور مذہب کے میدان میں ملاّ اور اخوند باہم دست وگریباں نظر آتے ہیں۔ اور خصوصاً جہاں دینا کی ہڈی سڑرہی ہو، وہاں یہ سگانِ دنیا ایک دوسرے پر بھونکتے نظرآئیں گے۔ حسد ہی کی وجہ سے عین محراب و منبر کے نیچے ایک دوسرے کے خون سے ہولی کھیلی جاتی ہے اور ایک دوسرے پر دندانِ آز تیز کرتے دکھائی دیتے ہیں۔علی هذا القياس یہ وبا ایک لا متناہی سلسلے کی شکل میں پھیلی ہوئی ہے۔

آئیے ذرا ان اسباب پر نگاہ دوڑاتے ہیں جن کی وجہ سے یہ بیماری افراد و اقوام میں ناسور کی طرح پھیلتی جا رہی ہے:

حسد کے اسباب

[١] باهم دشمنی، کینه پروری اور نفرت:

یہ حسد کے اسباب میں سے قوی ترین سبب ہے ، اور اسی قبیل سے یہودیوں کا حسد ہے، جس کی بنا پر وہ ہمیشہ مسلمانوں سے جلتے بھنتے رہتے تھے اور ان کی ایذارسانی و دشمنی کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿**لتجدن أشد الناس عداوة للذين اٰمنوا اليهود و الذين أشركوا** ......﴾[المائدۃ/٨٢] "اے پیغمبر ﷺ آپ سب لوگوں میں مسلمانوں کا سخت ترین دشمن یہود اور مشرکین کو پائیں گے۔"

ایک اور آیت میں مزید وضاحت کی گئی ہے : ﴿**ودكثير من أهل الكتاب لو يردونكم**

من بعد إيمانكم كفاراً حسداً من عند أنفسهم ......﴾[البقرة/١٠٩]"اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ دل میں حسد رکھ کر یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان ہونے کے بعد پھر تم کو کافر بنا دیں۔"

مروی ہے کہ جنگ احد میں مسلمانوں کو نقصان پہنچا تو یہودیوں نے اسلام کے خلاف نفرت پھیلانا شروع کر دیا اور بعض صحابہ کو یہودیت کی طرف دعوت دی۔ مذکورہ آیت میں مسلمانوں کو یہی حکم دیا گیا ہے کہ جب تک یہودیوں سے مقاتلہ کا حکم نہ آجائے وہ عفو و درگزر سے کام لیں اور ان کے اوچھے حملوں اور حسد و بغض کی وجہ سے بے قابو نہ ہوں۔"[تفسیر ابن کثیر]

یہاں یہ بتا دینا بھی مقتضائے مقام ہے کہ تاریخ اپنے آپکو پھر دہرا رہی ہے ، یہود و نصاریٰ کا حسد پھر عروج پر ہے ۔ دیگر وسائل کے علاوہ اس دور میں بھی علمائے یہود و نصاریٰ علم و تحقیق کے نام سے کتاب الٰہی و سنت نبوی پر رکیک حملے کر رہے ہیں ۔ اور مسلمانوں کو ان کے عقائد اور طریقِ سلف سے برگشتہ کر کے بدعت و ضلالت کی راہ پر ڈالنا چاہتے ہیں ۔ مسلمانوں کے لیے نہایت ضروری ہے کہ وہ ایسے دغابازوں سے ہوشیار رہیں۔"

[۲] احساس برتری اور دوسروں پر غلبہ و تفوق جتانے کا شوق:

ایسے مزاج کے آدمی پر کسی اور کی برتری اور قابلیت کو برداشت کرنا نہایت شاق گزرتا ہے۔ جب اس کے کسی دوست ، ساتھی یا کسی بھی شخص کو کوئی مال و دولت یا عزت و شہرت حاصل ہو جائے تو اسے یہ خوف اور ڈر رہتا ہے کہ کہیں یہ مجھ سے برتر نہ بن جائے۔ یوں اس کی خوبی کا اعتراف کرنے کے بجائے وہ اس سے حسد کرنے لگ جاتا ہے۔

[۳] غرور اور تکبر :

جس کی طبیعت میں یہ بات ہو کہ وہ خود کو دوسروں سے بڑا اور بہتر سمجھے، جبکہ دوسروں کو اپنے مقابلے میں حقیر، ادنٰی اور کمتر تصور کرے ، ایسے شخص کو جب کوئی شرف و منزلت حاصل ہو جائے تو تکبر کرنے والا یہ خطرہ محسوس کرتا ہے کہ اب(بزعمِ خویش) اس کمتر درجے کے آدمی پر میری بڑائی کی دھاک زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکے گی۔ یوں وہ اس سے جلنا اور حسد کرنا شروع کرتا ہے اور اس کی مخالفت میں جتا رہتا ہے۔ کفارِ مکہ کا رسول اللہ ﷺ سے حسد کرنا اسی قسم کا تھا ۔ کیونکہ وہ کہا کرتے تھے: ﴿**لو لا نزل هذا القرآن على رجل من القريتين عظيم**O﴾ [الزخرف/۳۱] یعنی یہ قرآن تو مکہ و طائف کی دونوں بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر نازل کیا جانا چاہیئے تھا، اس یتیم پرکیوں نازل ہوا ؟"

اس اعتراض کا سبب حسد و عناد ہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو معزز و ارفع اور رسول اللہ ﷺ کو

یتیم پیدا ہونے اور مال و اولاد میں کمی کی بنا پر اپنے سے کمتر سمجھتے تھے۔

[۴] مادی و معنوی مفادات سے محرومی کا خوف:

اسباب حسد میں سے ایک کسی مطلب یا منفعت کے چھوٹ جانے کا خطرہ بھی ہے اور یہ قسم خاص طور پر ان لوگوں کے درمیان ہوتا ہے جو کسی خاص مقصد یا ہدف کے حصول میں مشترک ہوں۔ جیسے سوکنوں کا آپس میں حسد کرنا، کیونکہ ہر ایک یہی تمنا کرتی ہے کہ وہی شوہر کے دل ودماغ میں جگہ پا سکے تو باقیوں کی خیر ہے۔ اسی طرح ہمدرس طلباء کا آپس میں ایک دوسرے سے بڑھ کر استاد کے دل میں جگہ بنانے کے لیے تنافس و تحاسد کرنا، اسی طرح بھائیوں کا والدین کی محبت و توجہ حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے حسد کرنا، جیسے حضرت یوسف -علیہ السلام- اور ان کے بھائیوں کا واقعہ مشہور ہے۔

ان بھائیوں کا حضرت یوسف -علیہ السلام- سے حسد کرنے کا واحد سبب یہی تھا کہ وہ حضرت یوسف-علیہ السلام-کے مقابلے میں انہیں ملنے والی محبت کو ناکافی سمجھتے تھے۔

[۵] شہرت و حشمت کی فرطِ محبت:

ناموری، شہرت اور جاہ و حشمت کی تلاش اور انسان کا کسی فن و خوبی میں اپنے آپ کو فقید المثال، عدیم النظیر اور منقطع القرین منوانے کی خواہش اور ستائش پرستی بھی حسد کا اہم سبب ہے۔ ایسے آدمی کو جب یہ پتہ چلے کہ اس کی خوبی یا اس کے فن و کمال میں اس کی برابری و ہمسری کرنے والا کوئی اور شخص بھی معاشرے میں موجود ہے تو اس کا جینا دوبھر ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کی موت کی تمنا تک کر گزرتا ہے۔ جس کی وجہ سوائے حسد و رقابت کے کچھ بھی نہیں ہوتی۔

[۶] بدی پر مائل نفسانی خباثت:

سڑے ہوئے دل کا مالک ہرکسی کا برا چاہتا ہے۔ ایسے آدمی کے سامنے جب کسی دوسرے کی پریشانی، اضطراب اور بے چینی کا ذکر کیا جائے تو اس کا چہرہ مارے خوشی کے کھِل اٹھتا ہے۔ اور اس بری خبرکو لمحوں کے اندر مشرق تا مغرب عام کر دیتا ہے۔ کبھی کبھی منافقت سے کام لیتے ہوئے ایسے دکھ بھرے انداز میں لوگوں کو سناتا پھرتا ہے گویا وہ اس کے دکھ میں صدقِ دل سے شریک ہو، جبکہ اندر سے اس کا دل مارے خوشی کے جھوم، بلکہ ناچ رہا ہوتا ہے۔ حالانکہ ان دونوں کے مابین کوئی عداوت نہیں ہوتی، صرف خبثِ باطن اور بری طبیعت کی وجہ سے وہ ایسا کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ حسد کے اسباب میں سے اس مرض کا علاج ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

یہ حسد نامی نفسیاتی بیماری کے چند موٹے موٹے اسباب ہیں ، ان کے علاوہ اور بھی خاص و عام اسباب اور وجوہات بھی ہو سکتی ہیں، جن کا احاطہ ایک درس میں ممکن نہیں۔

حسد کی صورتیں اور مراتب

کسی انسان کو خوش یا نعمت کی حالت میں دیکھ کر دوسرے انسان کے دل میں جو حاسدانہ خیالات ابھر آتے ہیں ، ان جذبات کے رو میں بہ جانے یا ان کا مقابلہ کرنے اور حاسدانہ عزائم کی تعمیل کرنے یا نہ کرنے کے اعتبار سے حسد کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) کسی سے نعمت کے زائل ہونے اور چھن جانے کی تمنا کرنا اور اس کو اس نعمت سے محروم کرنے کیلئے حتی الامکان کوشش کرنا، یہاں تک کہ وہ اس کے لیے حرام اور مختلف غیر شرعی وسائل بھی اختیار کرتا ہے۔ اس کی آگے دو اور قسمیں بنتی ہیں:

[ا] اس غلط تمنا اور حسد کے ساتھ ساتھ یہ کوشش بھی کرے کہ یہ نعمت دوسرے سے زائل ہو کر خود اسے ملے۔

[ب] حاسدانہ کوشش کرے کہ محسود سے نعمت چھن جائے ، چاہے اسے ملے یا نہ ملے۔

یہ دونوں صورتوں میں انتہائی قابلِ مذمت اور غلط کام ہے۔ اور انسان کی کینہ پروری اور کمینہ پنی کی علامت ہے۔

(۲) کسی سے نعمت کے چھن جانے اور ختم ہو جانے کی تمنا اور خواہش کرے اگرچہ یہ نعمت اسے ملے نہ ملے۔ یہ جذبہ بھی قابلِ مذمت ہے۔

(۳) انسان اپنے دل میں یہ رغبت اور تمنا محسوس کرے کہ محسود سے اس کی نعمتیں ختم ہو جائیں، چھن جائیں ، چاہے اس کی اپنی طرف منتقل ہو یا نہ ہو ، لیکن وہ اپنے نفس کا مقابلہ کرنے اور اس غلط خیال کو دل سے نکال دینے کی کوشش میں مصروف ہو۔ اس کی پھر دو صورتیں بن سکتی ہیں:

[ا] وہ مکمل طور پر حسد کو اپنے دل سے نکال نہ سکے، لیکن حاسدانہ خیالات کو عملی جامہ پہنا کر محسود کے خلاف کوئی کارروائی بھی نہ کرے۔ ایسا آدمی حسد کے خطرناک نقصانات و مثالب سے تو محفوظ رہ سکتا ہے، لیکن اس کی کوشش یہ ہونی چاہئے کہ وہ تزکیہِ نفس اور تطہیرِ قلب کی پیہم جد و جہد کرتا رہے۔

[ب] اس نفسیاتی کشمکش میں حسد اس پر غالب آجائے اور اختیاری طور پر وہ بار بار ان حاسدانہ خیالات کو دہراتا رہے اور دوسرے کی تکلیف و درد سے راحت محسوس کرے ، تو یہ ایک طرح

سے عزم صمیم ہی ہے۔ ایسے آدمی کا کسی موقع پر بھی محسود کے خلاف کوئی عملی اقدام بلکہ انتہا پسند کارروائی بھی بعید از امکان نہیں۔ اس قسم کا آدمی گالی گلوچ ، غیبت اور عزت پر کیچڑ اچھالنے کے لیے موقع کی تاک میں رہتا ہے۔

(۴) کسی کی نعمت کو دیکھ کر خود انسان کے دل میں بھی یہ خواہش اور رغبت آ جائے کہ کاش اس جیسی نعمت مجھے بھی نصیب ہو جائے ۔ اب اس تمنا اور رغبت کے مطابق اسے وہ نعمت مل جائے تو الحمد للہ ، ورنہ وہ یہ تمنا نہیں کرتا کہ وہ نعمت دوسرے سے بھی چھن جائے۔ اس حالت کو غبطة(رشک) کہتے ہیں ۔ اور کبھی حصولِ نعمت کی تمنا میں اشتراک کے پہلو کو مدِ نظر رکھ کر اسے بھی حسد کا نام دیا جاتا ہے۔ پھر حسد کی یہ قسم اگر کسی دنیوی چیز یا ظاہری خوبی کی خاطر ہو تو اس میں کوئی قابلِ تعریف پہلو نہیں، اور اگر کسی اخروی فائدے یا فضیلت کی خاطر ہو تو وہ بھی قابلِ تعریف اور بہتر ہے۔ جیسے کہ مثال گزر چکی ، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے کسی سخی کی دولت دیکھ کر مال و متاع کی تمنا کرنا یا کسی عالمِ باعمل کی طرح علم و عمل کی توفیق کا متمنی ہونا ہے۔

(۵) دل میں حاسدانہ خیالات کے آتے ہی اس کے سد باب اور ازالے کی کوشش کرے۔ بلکہ اس غلط خیال پر نفسِ امارہ کی حوصلہ شکنی کے لیے محسود کے ساتھ نیکی کرنا اور اس کے حق میں برکت کی دعا اور اس کے محاسن کی پرچارکر کے اس سے دل میں ابھرتے ہوئے حسدکو محبت، ہمدردی اور خیر خواہی میں بدلنے کی مخلصانہ کوشش کرنا ، یہ ایمان کے اعلیٰ درجے پر فائز ہونے کی علامت ہے، اور ایسا کرنے والا وہ حقیقی مؤمن ہے ، جو اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند کرتا ہے جو اپنی ذات کے لیے چاہتا ہے۔

(۶) کسی آدمی کی نعمت اور اس کے آرام و راحت کے ختم ہونے کی تمنا اور اس سے دشمنی کرنے کا کوئی شرعی سبب ہو، جیسے کوئی ظالم اپنے مال و دولت کے بل بوتے پر غریبوں پر ستم رانی کرتا ہو یا کوئی فاسق و بدکار اللہ کی دی ہوئی دولت کو اس کی نافرمانی میں خرچ کرتا ہو، تو اس کی دولت کے زوال کی آرزو کرنا ، یہ اگرچہ حسد کے عام تعریف میں شامل ہے ،مگر مذموم نہیں بلکہ ممدوح ہے ۔ خاص طور پر اگر اسی حسد کی بنا پر کوئی ایسی کارروائی کی جائے جو ظالم کو اس کے ظلم اور فاسق کو اس کے فسق و فجور سے روک سکے۔

یہ چند صورتیں ہیں'ان اسباب و مراتب اور حالتوں کا پتہ کرنے کے بعد اب آیئے اس مذموم خصلت کے عواقب وخیمہ اور نقصانات کا جائزہ لیتے ہیں کہ یہ انسان کے دین و دنیا کے لیے کس قدر خطرناک ہے اور قرآن وحدیث میں اس سے کس

انداز میں منع کرکے اس کی مذمت کی گئی ہے۔

حسد کی مذمت اور اس کے نقصانات

حسد کے مذموم ہونے کی دلیل تو یہ بات ہی کافی ہے کہ کوئی بھی صاحب فطرت سلیمہ شخص اس مذموم خصلت کا اپنے اندر وجود پسند نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی حاسد کو مستحسن نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ تاہم ذیل میں حسد کے چند نقصانات اور مثالب کا ذکر کروں گا تاکہ ہر حاسد کو پتہ چلے کہ حسد کا کیا خطرناک نتیجہ اور بھیانک انجام ہوسکتا ہے۔

۱۔ سب سے پہلے تو حسد کی قباحت اور مذمت کے لیے یہی کافی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس طرح شیطان کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا اسی طرح حاسد کے شر سے بھی پناہ مانگنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ﴿**و من شر حاسد اذا حسد**﴾ [الفلق:۵]

۲۔ قرآن اور احادیث میں یہودیوں کی جو صفات یا ان کی خصلتیں بیان کی گئی ہیں ان میں سب سے نمایاں خصلت حسد اور کینہ ہے جس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کو تکالیف پہنچانے کی جستجو میں رہتے تھے۔ لہذا جو شخص اس بری خصلت سے متصف ہوگا اس میں یہودیوں سے مشابہت اور مماثلت کا ایک اہم پہلو موجود ہوگا۔

۳۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فیصلے اور اس کے مقدر کردہ تقدیر پر ناراضگی اور اعتراض کی دلیل ہے گویا کہ حاسد زبان حال سے یہی کہہ رہا ہوتا ہے کہ اللہ نے فلاں بندے کو مال و دولت اور عزت سے نواز کر اچھا نہیں کیا بلکہ مناسب یہی تھا کہ اس کو اس سے محروم کرکے یہ مال و دولت مجھے دیا جاتا اور کائنات میں سب سے بے وقوف شخص وہ عاجز اور کم زور انسان ہے جو احکم الحاکمین کے فیصلوں پر اعتراض کرے۔ اسی لیے مشہور تابعی اور محدث حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں "**من لم یرض بالقضاء فلیس لحمقه دواء**" [احیاء علوم الدین ۳۴۶/۴ طبعة دار احیاء التراث العربی] "جو شخص قضاء وقدر پر راضی نہ ہو اس کی بیوقوفی کا کوئی علاج نہیں"۔

۴۔ آدم علیہ السلام اور اولاد آدم کے ازلی دشمن ملعون ابلیس کے نمایاں صفات میں سے ایک حسد ہے جس کی وجہ سے اس نے تا قیامت بشریت کے ساتھ مقابلے کی ٹھان لی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے دور ہوا جیسا کہ حضرت ابن عمر سے مروی ایک اثر ہے "**إن إبليس قال لنوح: اثنتان بهما اهلك بني آدم: الحسد وبالحسد لعنت و جعلت شيطانا رجيما والحرص**" [جامع العلوم والحکم ۲۶۰/۲]

"ابلیس نے حضرت نوح علیہ السلام سے کہا کہ دو چیزیں ہیں جن کے ذریعے میں بنی آدم کو ہلاک کروں گا۔ ان میں سے ایک حسد ہے جس کی وجہ سے میں ملعون اور شیطان رجیم قرار پایا اور دوسری چیز حرص یعنی لالچ ہے"
لہذا حسد کے ہاتھوں مجبور آدمی سوچ لے کہ کیا وہ حسد جیسی رذیل خلصت کو اپنا کر شیطانی صفت سے متصف نہیں ہو رہا ہے؟

۵۔ حسد انسان کے باقی اعمال صالحہ کو رائیگاں اور برباد کرنے کا خطرناک ترین ہتھیار ہے جس کی موجودگی

میں کسی عمل صالح کی کوئی قدر و قیمت باقی نہیں رہتی۔ حسد کی آمیزش سے انسان کے اعمال صالحہ ایسے ضائع ہو جاتے ہیں جیسے سوکھی لکڑیوں کا ڈھیر آگ کے الاؤ میں جل کر بھسم ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''**ایاکم والحسد فإن الحسد یأکل الحسنات کما تأکل النار الحطب**'' [ابوداود برقم ٤٩٠٣ وابن ماجة ٤٢١٠] ''خبردار اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے جلتی ہوئی آگ خشک لکڑی کو کھا جاتی ہے۔''

اسی مفہوم کو ایک اور حدیث میں مزید وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے فرمایا: ''**دب إلیکم داء الأمم من قبلکم الحسد و البغضاء و ھی الحالقة ، حالقة الدین ، لا حالقة الشعر**'' [الترمذی برقم ٢٥١٠ وعبدالرزاق فی المصنف ١٩٤٣٨ والبغوی ٣٣٠١ وجود اسنادہ المنذری فی الترغیب والترھیب والھیثمی فی المجمع] ''تم سے پہلے جو امتیں تھیں ان کی بیماری (خامی) تمہارے اندر بھی سرایت کر آئی ہے اور وہ حسد اور بغض و کینہ ہے اور یہی بغض و کینہ منڈا دینے (ختم کرنے) والی ہے جو کہ دین و ایمان کو منڈا (ختم کر) دیتی ہے نہ کہ بالوں کو''۔

ان احادیث میں ہمارے لیے ایک لمحہ فکریہ اور ایک دعوت فکر ہے کہ ہم دیکھ لیں کہ حسد جیسی رذیل خصلت سے بچ کر اپنے ذخیرہ اعمال کو روز قیامت کے لئے محفوظ کر رہے ہیں یا اپنے ہاتھوں خرمن اعمال کو آگ لگا رہے ہیں۔

۶۔ حسد انسان کے لیے راہ ہدایت پر چلنے اور حق کو قبول کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ وہ اس طرح کہ انسان جس آدمی سے حسد رکھتا ہے وہ اگر کوئی دین و دنیا کی بھلائی اور خیر و عافیت کا پیغام لے کر آ جائے تو حاسد اپنے حسد کی بناء پر اس کی دعوت کا مخالف بن کر سامنے آتا ہے اور اس دعوت کی حقانیت و صداقت ثابت ہونے پر بھی اس کو قبول نہیں کرتا اور یوں وہ حسد کی مذموم خصلت کی بناء پر دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ خود مانگ کر لاتا ہے جیسے کفار قریش نے کہا: ﴿ **اللھم إن کان ھذا ھو الحق من عندک فأمطر علینا حجارة من السماء او ائتنا بعذاب الیم** ﴾ [الانفال:٣٢] ''اے اللہ اگر محمد کا دین تیری جانب سے سچا اور برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا ہمیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دے۔'' حسد کی ہی وجہ سے وہ بے وقوف ہلاکت کی دعا مانگنے لگے۔ ورنہ مقام طلب ہدایت وتوفیق کا تھا۔

۷۔ مذکورہ بالا نقصانات کے علاوہ حسد کا ایک اور بھیانک پہلو یہ ہے کہ حاسد خود اس دنیا کی زندگی میں حسد کی وجہ سے بے چینی اور عذاب میں مبتلا رہتا ہے۔ جب بھی محسود کی نعمتوں میں تجدید یا اضافہ ہوتا ہے حاسد کی بے چینی اور پریشانی بڑھتی رہتی ہے اور وہ کسی پہر چین سے نہیں رہ سکتا بلکہ قیامت کو ملنے والی عذاب اور مشقت ابھی سے وہ جسم و جان پر مسلط کر رہا ہوتا ہے اور اس کی زندگی غم، فکر، قلق، پریشانی اور اضطراب کا مجموعہ بن کر رہ جاتی ہے اور حقیقت میں